

کیا عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش اور جائے پناہ ایک ہی مقام تھا؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان اور سورۃ النساء کی آیت ۱۰۰ میں وعدہ ہے

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَافِقًا كَثِيرًا وَسَعَةً

”اور جو کوئی اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا وہ زمین میں پناہ گاہوں کیلئے بہت وسیع جگہ اور گزر بسر کیلئے بڑی وسعت اور فراخی پائے گا“

قرآن مجید ماضی کے ان رسولوں کی نئی جائے قیام کے متعلق نہیں بتاتا جنہوں نے اپنی قوم سے ہجرت کی تھی اور بعد میں ان قوموں کی جڑ کاٹ دی گئی تھی لیکن ابراہیم علیہ السلام کے متعلق بتایا ہے کہ ”اس زمین کی طرف بچا کر لے گئے جس میں ہم نے جہاں والوں کیلئے برکتیں رکھی تھیں“ (حوالہ الانبیاء۔ ۷۱) اور پھر بتایا کہ انہوں نے اپنے بیٹے اسماعیل کے ساتھ مل کر اول قبلۃ کعبہ معظمہ کو تعمیر کیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو مصر سے سمندر کے راستے ارض المقدس، یروشلم کی جانب لے گئے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ہجرت کو اپنے رب کی طرف جانا کہا تھا:

وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ

”اور انہوں نے کہا ”میں اپنے رب کی طرف جا رہا ہوں، وہی مجھے آئندہ بھی راہ دکھائے گا“ (الصافات۔ ۹۹) یہ ہجرت تھی۔

فَأَمَّنَ لَهُ وُطًّ وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي

”ہاں! لوط (علیہ السلام) ان پر ایمان لائے۔ اور انہوں نے کہا ”میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں“ (حوالہ العنکبوت۔ ۲۶)

ہجرت لازمی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں بلاشبہ سچے مسلمان تھے۔ اور جو ہجرت نہیں کرتے ان سے روز قیامت سوال ہے ہجرت کیوں نہیں کی؟ کیا عیسیٰ علیہ السلام نے ہجرت کی تھی؟ اللہ کا وعدہ یہ ہے

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا لَنَبُوْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً

”اور جن لوگوں نے، اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا، اللہ کی خاطر گھر چھوڑا

انہیں ہم ضرور ٹھہرائیں، اتاریں گے اس دنیا میں عمدہ جگہ پر“ (حوالہ النحل۔ ۴۱)

”نَبُوْنَهُمْ“ جمع متکلم مضارع بانون تاکید، ہم ضمیر جمع مذکر غائب مفعول، معنی ”ہم ان کو ضرور جگہ دیں گے، ہم ان کو ضرور ٹھہرائیں گے، ہم ان کو ضرور اتاریں گے“

اور اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں سیدہ مریم صدیقہ کے متعلق سورۃ المومنون کی آیت ۵۰ میں ہمیں بتایا ہے:

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَهُمَا إِلَىٰ رُبُوعٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ﴿٥٠﴾

اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اس خبر کا ترجمہ اور ”تفسیر“ کرنے کا رواج یوں ہے:

[ترجمہ مولانا محمد جونا گڑھی۔ تفسیر مولانا صلاح الدین یوسف۔ قرآن کریم شاہ فہد پرنٹنگ کمپلیکس۔ سعودی عرب]

”ہم نے ابن مریم اور اس کی والدہ کو ایک نشانی بنایا اور ان دونوں کو بلند صاف قرار والی اور جاری پانی والی جگہ میں پناہ دی“ تفسیر: ربوۃ (بلند جگہ) سے بیت المقدس اور معین (چشمہ جاری) سے وہ چشمہ مراد ہے جو ایک قول کے مطابق ولادت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت اللہ نے بطور خرق عادت حضرت مریم کے پیروں کے نیچے سے جاری فرمایا تھا جیسا کہ سورۃ مریم میں گزرا۔

[ترجمہ مولانا احمد رضا خان بریلوی۔ تفسیر مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن] [”اور ہم نے مریم اور اس کے بیٹے کو نشانی کیا اور انہیں ٹھکانا دیا ایک بلند زمین پر جہاں بسنے کا مقام اور نگاہ کے سامنے بہتا پانی“ تفسیر: بلند زمین سے مراد بیت المقدس ہے یا دمشق یا فلسطین، کئی قول ہیں۔ یعنی زمین ہموار فراخ پھلوں والی جس میں رہنے والے با آسائش بسر کرتے ہیں]

[”یہ تراجم اور تفسیر“ خود ترجمہ ہیں، تفسیر ابن کثیر: الربوۃ المكان المرتفع من الأرض و هو أحسن ما يكون فيه النبات. ”ذات قرار“ يقول ذات خصب ”و معین“ یعنی ماء ظہرا، الماء الجاري.. مکان مرتفع و هو بیت المقدس أو دمشق أو فلسطین، احوال]

اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کروانے کی بنی اسرائیل کی سازش کو اپنی بہترین تدبیر سے ناکام بنا دیا تھا کہ انہیں یقیناً صلیب پر بھی نہ لے جایا جاسکا اور یقیناً قتل نہیں کیا گیا کیونکہ ان کی جانب بنی اسرائیل کو بڑھنے سے روک دیا گیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق حقیقت بتائی

وَأَوَيْنَهُمَا إِلَىٰ رُبُوعٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ﴿٥٠﴾

”اور ہم نے ان دونوں ماں بیٹے کو محفوظ ٹھکانا دیا، ایک بلند مقام پر، جائے قرار اور سرسبز و شاداب“ (حوالہ المومنون۔ ۵۰)

ءَاوَيْنَهُمَا کا مادہ ”ا و ی“ ہے اور هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر و مونث غائب ہے ”ان دونوں ماں بیٹا“۔ قرآن مجید میں مادہ

”ا و ی“ کمزوری، ضعف، خطرے سے بچانے یعنی پناہ دینے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ایسا مقام جہاں اطمینان سے رہا جائے کہ یہاں کسی قسم کا خطرہ نہیں، ایسا مقام جہاں انسان کو مغلوب ہونے کا خطرہ نہ ہو۔ ان معنی اور مفہوم کی تصدیق کیلئے قرآن مجید کی آیات مبارکہ دیکھتے ہیں:

وَأَذْكُرُوا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَنْ يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ

”اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے اور شہر (معاشرے، مکتہ المکرمہ) میں کمزور تھے۔ ڈرا کرتے تھے کہ لوگ تمہیں نگین نہ بنالیں۔

فَقَاوَنُكُمْ وَأَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهِ

پھر اس نے تمہیں محفوظ ٹھکانہ دیا اور اپنی مدد سے تمہیں قوت بخشی“ (حوالہ الانفال-۲۶)

وَالَّذِينَ عَاوُوا وَنَصَرُوا أُولَئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ

”اور وہ جنہوں نے ٹھکانہ دیا اور مدد کی، وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں“ (حوالہ الانفال-۷۲)

وَالَّذِينَ عَاوُوا وَنَصَرُوا أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا

”اور وہ جنہوں نے (مہاجرین) کو ٹھکانہ دیا اور مدد کی، وہی سچے مومن ہیں“ (حوالہ الانفال-۷۴)

قَالَ سَتَأْتِي إِلَى جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ

” (نوح علیہ السلام کا بیٹا) بولا ”میں کسی پہاڑ کی جانب پناہ لے لوں گا جو مجھے پانی سے بچالے گا“ (حوالہ ہود-۴۳)

إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ

”جب ان نوجوانوں (اصحاب کہف) نے ایک غار میں پناہ لی“ (حوالہ الکہف-۱۰)

عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں تھے۔ وَرَسُولًا إِلَى بَنِي إِسْرَءِيلَ ”اور بنی اسرائیل کی جانب رسول تھے“

(حوالہ آل عمران-۲۹) انہیں خطروں سے محفوظ پناہ گاہ کی ضرورت کیوں؟ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں سیدہ مریم صدیقہ کو خطرات سے

محفوظ پناہ گاہ دینے کی ضرورت کہاں اور کب پیش آئی تھی؟

فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَى مِنْهُمْ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ

”پھر جس وقت عیسیٰ (علیہ السلام) نے ان کی جانب سے کفر کو آشکارہ محسوس کیا تو انہوں نے کہا ”میرا مددگار کون ہوگا اللہ کی جانب؟“

(حوالہ آل عمران-۵۲)۔ (جناب راغب نے کہا کہ جب کوئی چیز اس طرح نمایاں اور آشکارہ ہو جائے کہ وہ با آسانی محسوس کی جاسکے تو اس

وقت أَحَسَّ بولا جاتا ہے۔ اور آشکارہ ہونے والی چیز اگر خطرناک ہو تو احتیاطی تدبیر کی جاتی ہے)۔ عیسیٰ علیہ السلام کیلئے وہ مقام

خطرناک ہو گیا تھا جہاں وہ بنی اسرائیل میں موجود تھے جب انہوں نے ان کے کفر کو آشکارہ محسوس کر لیا۔ اور کافروں نے انہیں قتل کرانے

کی سازش کی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی بہترین تدبیر فرمائی

وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَٰئِيلَ عَنْكَ

”اور جب میں نے تیری طرف بڑھنے سے بنی اسرائیل کو روک دیا“ (حوالہ المائدہ۔ ۱۱۰)

عیسیٰ علیہ السلام کیلئے وہ مقام خطرناک ہو گیا تھا، اس لئے جائے ثبات و قرار نہیں تھا، جہاں بنی اسرائیل کے اکابرین رومی فوجی گورنر پر انہیں قتل کرانے کیلئے محض دباؤ ڈال رہے تھے۔ اور یہودی اور عیسائی مورخین کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف قدم اٹھانے سے وہ گریز کر رہا تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو محفوظ مقام پر پہنچانا ضروری تھا

وَعَاوَيْنَهُمَا إِلَىٰ رِبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ۝

”اور ہم نے ان دونوں ماں بیٹے کو محفوظ ٹھکانا دیا، ایک بلند مقام پر، جائے قرار اور سرسبز و شاداب۔“

رِبْوَةٍ کا مادہ ”رب و“ ہے جس کے معنی وہ چیز ہے جو اوپر چڑھ جائے۔ زمین کا بلند خطہ (تاج و محیط)۔ ان معانی کی تصدیق یہ ہے فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَابِيًا ”پھر بہاؤ نے پھولے ہوئے جھاگ کو اوپر اٹھالیا“ اور اس کے مقابل بتایا وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمُكِّثُ فِي الْأَرْضِ ”اور جو چیز لوگوں کو نفع دیتی ہے وہ تہہ زمین میں بیٹھ جاتی ہے“ (حوالہ الرعد ۷۱)

سیدہ مریم صدیقہ اور عیسیٰ علیہ السلام کو جو محفوظ ٹھکانا دیا گیا تھا ایک بلند مقام پر تھا۔ اس کی دوسری خصوصیت یہ تھی

وَعَاوَيْنَهُمَا إِلَىٰ رِبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ۝

”اور ہم نے ان دونوں ماں بیٹے کو محفوظ ٹھکانا دیا، ایک بلند مقام پر، صاحب قرار اور سرسبز و شاداب۔“

ذَاتِ قَرَارٍ میں ”ذات“ کے معنی ہیں صاحب، والا (جیسے صاحب اولاد یا عقل و فکر والا، کہتے ہیں)۔ جس رِبْوَةٍ بلند مقام پر ماں بیٹے کو خطرات سے محفوظ ٹھکانا دیا گیا تھا اس کی انفرادیت ذَاتِ قَرَارٍ بتائی گئی ہے۔ قَرَارِ کا مادہ ”ق ر ر“ ہے اور معنی کسی چیز کا ٹھہرنا، ٹھہرنے کی جگہ، جم کر رہنا، قرار و ثبات ہیں۔ مَعِينِ کا مادہ ”ع ی ن“ ہے اور اس کے اصلی معنی آنکھ کے ہیں اور باقی سو سے اوپر اس کے معنی اس سے مستعار ہیں۔ چشمہ، سرسبز و شاداب زمین وغیرہ۔ اس طرح غیر مبہم انداز میں واضح ہے کہ یہ جگہ وہ نہیں ہو سکتی جہاں بنی اسرائیل کا کافر گروہ عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کروانے کی سازش کر رہا تھا۔ اُس مقام پر تو ان کیلئے خطرے موجود تھے۔ اُس مقام پر تو ماں بیٹا جم کر نہیں رہ سکتے تھے اور نہ ہی اُس مقام پر ان کیلئے قرار و ثبات تھا۔ یہ صاحب قرار، سرسبز و شاداب وہ مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی بہترین تدبیر کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کافروں سے الگ ہو کر بنی اسرائیل کے بڑھتے ہوئے ہاتھوں کی زد سے باہر ہو گئے تھے۔

وَعَاوَيْنَهُمَا إِلَىٰ رُبُوعٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ۝ اور ہم نے ان دونوں ماں بیٹے کو محفوظ ٹھکانا دیا، ایک بلند مقام پر، صاحب قرار اور سرسبز و شاداب“ (حوالہ المومنون۔ ۵۰)۔ اس نکتے پر توجہ فرمائیں کہ خطرات سے نکال کر محفوظ ٹھکانے، جائے قرار کی طرف لے جانے کا فعل هُمَا ان دونوں ماں بیٹے کیلئے تھا۔ جو بچہ پیدا ہونے سے قبل ابھی ماں کے رحم ہی میں ہو تو اس وقت یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ”ہم نے ان دونوں ماں بیٹا کو محفوظ ٹھکانہ دیا تھا، یا وہاں پہنچایا تھا۔“ اس لئے سیدہ مریم صدیقہ اور عیسیٰ علیہ السلام کی اس جائے قرار کا اُس مقام سے قطعی کوئی تعلق نہیں جہاں سیدہ مریم صدیقہ نے بیٹے کو جنم دیا تھا۔ اس جائے قرار کی خصوصیات کو ذہن میں رکھیں اور آئیں دیکھیں اُس مقام کو جہاں سیدہ مریم صدیقہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو جنم دیا تھا۔

”فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿٢٢﴾“

”اور (پھر) اسے اٹھالیا (حاملہ ہو گئیں) جس کی بنا پر وہ اس کے ساتھ (اپنی رہائش سے) ایک دور جگہ الگ ہو گئیں“ (سورۃ مریم۔ ۲۲)

مَكَانًا قَصِيًّا دور جگہ، مقام کو کہتے ہیں۔ کیا یہ دور کی جگہ رُبُوعٍ ایک بلند مقام پر تھی؟ نہیں! کیونکہ قرآن مجید نے بتایا ہے

فَاجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جُذْعِ النَّخْلَةِ

”اور (وضع حمل کے وقت) درِ ذہ انہیں ایک کھجور کے تنے کے پاس شروع ہوا“ (حوالہ مریم۔ ۲۳)

نَخْلَةٍ (واحد) کھجور کے درخت کو کہتے ہیں۔ رُبُوعٍ بلند مقام ٹھنڈے ہوتے ہیں اور پوری دنیا میں کھجور گرم اور خشک علاقوں میں پیدا ہوتی ہے۔ اور سب کو معلوم ہے کہ صحرائیں بعض مقام (Oasis) زرخیز زمین کے ایسے ٹکڑے ہوتے ہیں جہاں زیر زمین پانی زمین کی سطح پر یا اس کے قریب تر ہوتا ہے۔ ان مقام سے صحرا کے مسافر پانی لیتے ہیں۔

Oasis:(geography) fertile land in desert, **fertile ground in a desert where the level of underground water rises to or near ground level**, where plants grow and travelers can replenish water supplies

اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے جنم کے وقت سیدہ مریم صدیقہ کی غناک پکار پر انہیں اُس مقام کے متعلق بتایا تھا:

فَتَادَّيْنَاهَا مِنْ تَحْتِهَا ۖ أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿٢٤﴾

”پھر انہیں (سیدہ مریم) ایک جانب سے آواز آئی ”غم نہ کریں۔ تیرے رب نے تیرے نیچے پانی رواں کر دیا ہے“ (مریم۔ ۲۴)

اور ان سے کہا گیا ”اور درخت کے تنے کو ہلائیں تجھ پر تروتازہ کھجوریں گریں گی۔ کھجوریں کھائیں اور پانی پیو“۔ (حوالہ مریم۔ ۲۵۔ ۲۶)

ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کے مقامِ پیدائش کو خود دیکھ لیا ہے اس لئے خود فیصلہ کر لیں کہ کیا اس کا اُس مقام سے کوئی بھی تعلق ہے جہاں ماں بیٹے کو خطروں سے محفوظ ٹھکانہ دیا تھا؟ وَعَاوَيْنَهُمَا إِلَى رُبُوعٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ۵ اور ہم نے ان دونوں ماں بیٹے کو محفوظ ٹھکانا دیا، ایک بلند مقام پر، صاحبِ قرار اور سرسبز و شاداب۔“

عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش اور جوانی میں قتل کئے جانے کی سازش کو ناکام بنانے کیلئے ایک بلند مقام پر محفوظ جائے قرار دونوں ایک دوسرے سے مختلف مقام ہیں اس نکتے سے بھی واضح ہے کہ پیدائش سے قبل بچوں کی جائے قرار ماں کا رحم ہے۔ ”نُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ۔ قرار دیتے ہیں ارحام میں“ (حوالہ لُج۔ ۵)۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے بعد یہ ہوا تھا

فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ

”پھر وہ (سیدہ مریم) اسے (نومولود عیسیٰ علیہ السلام کو گود میں) اٹھائے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئیں“ (حوالہ مریم۔ ۲۷)

واضح ہوا کہ جس مقام پر عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تھی اس مقام پر عیسیٰ علیہ السلام تو کیا خود سیدہ مریم صدیقہ بھی نہیں ٹھہری تھیں جبکہ ذَاتِ قَرَارٍ وہ جگہ ہوتی ہے جہاں انسان ثبات سے رہتا ہے۔ یوں غیر مبہم انداز میں ثابت ہے کہ وہ جگہ مختلف تھی

وَعَاوَيْنَهُمَا إِلَى رُبُوعٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ۵

”اور ہم نے ان دونوں ماں بیٹے کو محفوظ ٹھکانا دیا، ایک بلند مقام پر، صاحبِ قرار اور سرسبز و شاداب“

یہ عیسیٰ علیہ السلام کیلئے سلامتی کا مقام تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے ماں کی گود ہی میں اپنے متعلق سب کچھ بتا دیا تھا۔ انہوں نے اپنے متعلق لوگوں سے یہ بھی فرمایا تھا:

وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ

”اور مجھے بابرکت بنایا ہے جہاں کہیں بھی میں رہوں“ (حوالہ مریم۔ ۳۱)

”أَيْنَ مَا“ کے معنی ہیں ”جہاں کہیں“۔ عیسیٰ علیہ السلام نے یہ بات نہ صرف اس مقام کے حوالے سے کہی تھی جہاں اُس وقت ماں کی قوم کے اکابرین سے کلام کر رہے تھے بلکہ اس میں ہر جگہ کو شمار کیا تھا جہاں کہیں بھی انہیں اپنی زندگی میں رہنا پڑے گا۔

اگر اس بات کو تسلیم کر لیا جائے کہ ”عیسیٰ علیہ السلام کو خطرے کے اُس مقام سے (جہاں بنی اسرائیل کے درمیان تھے جو ان کو قتل کروانے کی سازش کر رہے تھے) زندہ آسمانوں پر اٹھالیا گیا تھا“ تو پھر کیا یہ قرآن مجید کے بیان اور اس خبر سے انکار کے مترادف نہیں ہوگا کہ ماں بیٹے کو ایک بلند خطہ زمین پر محفوظ ٹھکانے اور جانے قرار پر رہائش پذیر کیا گیا تھا؟

عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی ماں کی گود ہی میں ان کی قوم سے یہ بھی کہا تھا:

وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ﴿٣٣﴾ (سورۃ مریم- ۳۳)

”اور مجھ پر سلامتی ہے جس دن میں پیدا ہوا، جس دن میں مروں گا اور جس دن (یوم بعث) میں زندہ اٹھایا جاؤں گا“

طبعی موت مرنے والے تمام نبیوں اور رسولوں اور مومنین نے پیدائش کے بعد ایک مرتبہ موت کا ذائقہ چکھنا ہوتا ہے اور یوم بعث زندہ اٹھایا جانا ہے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام نے ماں کی گود ہی میں دنیا کہ بتا دیا تھا کہ اس معاملے میں وہ دوسروں سے مختلف نہیں۔ قرآن مجید نے عیسیٰ علیہ السلام کو دنیا میں تین مقام پر زندہ و سلامت موجود دکھایا ہے (۱) جانے پیدائش (۲) بنی اسرائیل کے درمیان رسالت کے فرائض انجام دیتے ہوئے جہاں انہوں نے ان کے کفر کو محسوس کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کافروں سے علیحدگی کے متعلق اپنی تدبیر سے انہیں آگاہ کر دیا تھا (۳) اور پھر ماں بیٹے کو ایک محفوظ ٹھکانا دیا گیا اِلٰی رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَ مَعِينٍ ”ایک بلند مقام پر، صاحب قرار اور سرسبز و شاداب“۔

اللہ تعالیٰ نے آقائے نامدا ﷺ کیلئے اور ان کے ذریعے ہمارے لئے ماضی سے آگے آنے والی کسی بھی بات کو تسلیم کرنے کیلئے پیمانہ اور معیار مقرر فرمایا ہوا ہے۔

اَتْتُونِي بِكِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَا اَوْ اَثَرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِن كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

”میرے پاس اس (قرآن مجید) سے قبل کی کتاب لاؤ یا علم کا کوئی نشان لاؤ اگر تم سچے ہو“ (حوالہ الاحقاف- ۴)

آقائے نامدا ﷺ سے قرآن مجید میں کہلوائے گئے اس فرمان کے مطابق اگر کسی بھی بات، خیال کی تائید نازل کردہ کتاب یا آثار علم میں نہیں ہے تو پھر اس کو سچ تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ تصور، تخیل، گمان کی دنیا میں کوئی مگن رہنا چاہتا ہے تو یہ ایک الگ بات ہے۔ علم ٹھوس حقیقت ہے۔ علم وہ ہے جس کی زمان کے ہر دور میں تصدیق ہو سکے۔ علم وہ ہے جسے ثابت کیا جاسکے۔ علم وہ ہے جس کا ظاہر ثبوت ہو۔ علم وہ ہے جس کیلئے آيَةُ بُرْهٰنٍ، اَثَرَةٍ موجود ہو اور ہمارے آقا، آقائے نامدا ﷺ نازل کردہ کتاب اور آثار علم کے سوا کسی بات کو علم اور ثبوت نہیں مانتے۔ اس لئے ہمیں بھی ایسا ہی کرنا چاہئے کیونکہ ہمیں آپ ﷺ کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔